بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ تقسیم کے نتیجہ میں اس ملک کے مسلمانوں پر جو بد قسمتی مسلط ہو گئی ہے وہ کبھی دور ہو گی بھی یا نہیں؟ اور اگر ہو گی بھی تو کب اور کس طرح؟ کیونکہ ان معاملات کا تعلق تین طبقوں سے ہے یعنی حکومت، اکثریت اور خود مسلمان۔ اور ہم نہایت افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ آزادی کو حاصل کئے بائیس برس گذر چکے ہیں اور اس مدت میں دنیا کہاں سے کہاں پہونچ گئی لیکن جہاں تک ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات کا تعلق ہے نہ حکومت میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی ہے، نہ اکثریت کے مزاج میں تغیر رونما ہوا ہے اور نہ مسلمانوں میں ہی اصلاح حال کے آثار نظر آنے شروع ہوئے ہیں۔ ان تینوں میں سے جو جہاں تھا آج بھی وہیں ہے۔ گویا تاجور نجیب آبادی کے بقول:

نہ میں بدلا نہ تم بدلے نہ دل کی آرزو بدلی
میں کیونکر اعتبارِ انقلابِ آسماں کر لوں

حکومت کا معاملہ یہ ہے کہ اگرچہ دستور سیکولر اور جمہوری ہے اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ حکومت بد نیت اور مسلمانوں کی دشمن ہو۔ کیونکہ کوئی حکومت ملک میں بدامنی اور اس کے نتیجہ میں اقتصادی، سیاسی اور سماجی زبوں حالی پسند نہیں کر سکتی۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ جہاں تک مسلمانوں کے معاملات و مسائل کا تعلق ہے حکومت کا دماغ صاف اور ان معاملات کا واضح تصور نہیں ہے اور اس پر مستزاد حکومت کی اپنی کمزوری اور بے عملی ہے کہ جتنا کچھ کہتی ہے اسے بھی عمل میں نہیں لا سکتی۔ چنانچہ اردو زبان کا معاملہ ہو یا اسکولوں میں غیر سیکولر درسی کتابوں کا، سب روز اول کی طرح ابھی تک جوں کے توں ہیں۔ سب سے زیادہ افسوسناک اور پریشان کن معاملہ فسادات کا ہے جن کا سلسلہ ختم ہونے ہی میں نہیں آتا۔ چونکہ حکومت کمزور ہے اور اس کا دماغ بھی صاف نہیں ہے اس لئے اصلاح حال کی غرض سے جو قدم بھی اٹھاتی ہے اس کا

نتیجہ مسلمانوں کی پریشانیوں میں اضافہ کے سوا کچھ اور نہیں ہوتا۔ فرقہ وارانہ فسادات کی جانچ پڑتال کے لئے دیال کمیشن مقرر ہوا اور اس کی رپورٹ بھی شائع ہو چکی ہے لیکن اس کا اثر کیا ہوا؟ جون ۶۸ء میں بڑے اہتمام و انتظام سے سرینگر میں قومی یکجہتی کانفرنس ہوئی، لیکن فسادات کا انسداد تو کیا ہوتا اور الٹا اثر یہ ہوا ہے کہ پہلے مسلمان اخبارات خصوصاً اور بعض اور انصاف پسند جرائد عموماً فسادات پر چیخ و پکار کر کے دل کی بھڑاس نکال لیتے تھے اب اس سے بھی گئے گذرے ہوئے اور اسی طرح دفعہ ۱۵۳ ے پریس کی آزادی کو بالواسطہ سلب کر لینے کا حربہ بنکر رہ گئی ہے۔ چنانچہ اس وقت ملک کے طول و عرض میں ساٹھ اخباروں پر اس دفعہ کے ماتحت مقدمات چل رہے ہیں۔ اور غالباً ملک کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے ـــــ اور اس لئے ایک جمہوری ملک کے لئے بیحد شرمناک ـــــ کہ بیک وقت اخبارات کی اتنی بڑی تعداد پر ایک ہی دفعہ کے ماتحت مقدمات چلائے گئے ہوں۔ اور پھر بعض اخبارات پر تو چھ چھ مقدمے عدالت میں پیش ہیں۔

یہ حال تو حکومت کا ہے۔ اب اکثریت کو لیجئے تو ہر قوم کی طرح اس میں اچھے برے ہر قسم کے لوگ ہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ ان میں جو لوگ سخت قسم کی فرقہ وارانہ ذہنیت کے مالک ہیں اور مسلمانوں کو کبھی چین سے بیٹھا ہوا دیکھنا پسند نہیں کر سکتے ان کو حکومت کی کمزوری اور اس کے عمال کی بے ایمانی اور جنبہ داری کے باعث ایسی کھلی چھوٹ ملی ہوئی ہے کہ وہ جب چاہتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں بدامنی اور فتنہ و فساد کا ہنگامہ برپا کر دیتے ہیں اور ان کے سامنے اکثریت کے اچھے اور انصاف پسند افراد بھی بحیثیت مجموعی عاجز اور بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس بنا پر اکثریت سے بھی یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ مسلمانوں کے درد کا کوئی صحیح مداوا کر سکے گی۔۔۔

اب صرف مسلمانوں سے توقع ہو سکتی تھی کہ وہ خود اپنی اصلاح اس طرح کریں گے کہ ان کے لئے با عزت، پرامن اور خوشحال زندگی بسر کرنے کے مواقع پیدا ہو سکیں۔ کیونکہ تاریخی اعتبار سے یہ وہ قوم ہے جس نے آندھیوں میں اپنے چراغ جلائے اور طوفانوں میں جہاز چلائے ہیں اور اگر آج بھی یہ اسی ملک کی بعض مسلم اور غیر مسلم اقلیتوں کی طرح اصلاح حال کا عزم بالجزم کر لیں تو کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن نہایت افسوس اور قلق کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ چند خاص افراد کو مستثنیٰ کر کے اس بائیس برس کی مدت میں مسلمانوں کے اندر بھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ہے۔

مسلمانوں میں بہت سے طبقے اور گروہ ہیں لیکن جو پہلے جہاں تھا وہیں آج بھی ہے۔ ان کا امیر طبقہ اپنے حال میں مست ہے
جو شادی بیاہ اور ذاتی عیش و آرام پر لاکھوں خرچ کر سکتا ہے لیکن مسلمانوں کی ملی اور تعمیری ضرورتوں کا اسے
قطعاً کوئی احساس نہیں ہے۔ اس طبقہ میں جو لوگ دیندار کہلاتے ہیں ان کے نزدیک دین صرف چند عبادتی
رسوم کو انجام دیدینے کا نام ہے۔ اس کے ہاں مسلمانوں کے لئے صنعت و حرفت کے اور عام تعلیم کے اسکول
اور کالج قائم کرنا، ہونہار نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف دینا، جو ادارے خالص علمی بنیادوں پر
اسلامی علوم و فنون اور اسلامی ثقافت کی ٹھوس خدمت کر رہے ہیں ان کی حوصلہ افزائی کرنا، انگریزی اخبارات
وغیرہ نکالنا یہ سب وہ کام ہیں جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے گویا قرآن مجید میں نہ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا
إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ کہیں ہے اور نہ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ۝ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ کا کوئی تذکرہ ہے اور نہ کسی جگہ
"واعدوا لهم ما استطعتم" کا حکم مذکور ہے۔ ناجائز ذرائع سے روپیہ کمانا اور پھر بیدردی کے ساتھ اپنے
حظ نفس کے لئے اسے لٹا دینا گویا ایک ایسا فعل ہے جس پر آخرت میں نہ پکڑ ہوگی اور نہ پرسش۔ اس کے بالمقابل
جو طبقہ غریب کہلاتا ہے وہ اپنی کھال میں مست ہے اس پر جہالت مسلط ہے۔ غیر اسلامی اور غیر اخلاقی اعمال و
افعال اس کے دن رات کے مشاغل ہیں۔ ان دونوں طبقوں کے علاوہ جو لوگ درمیانی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اس
کو اپنا پیٹ بھرنے کی کوششوں سے اتنی فرصت ہی نہیں ہے کہ کسی اور ملی یا قومی چیز سے دلچسپی بھی لے سکے۔
غرض کہ مسلمانوں پر اب تک وہی خواب غفلت طاری ہے، ان کو نہ ملی ضرورتوں کا احساس ہے اور نہ ان سے دلچسپی،
ان میں نہ تنظیم ہے اور نہ اجتماعیت، نہ خدا اور آخرت کا ڈر ہے اور نہ تعمیری جدوجہد کا جذبہ! مذہب ہے تو بہت
محدود تصور کے ساتھ۔ سیاست ہے تو ناسمجھی اور بے اعتمادی کے ساتھ۔ اور اس بنا پر نہ ان کی دنیا ہے اور نہ دین،
ملک گویا ایک قمار خانہ ہے جس میں مسلمان بھی بیٹھے قمار کھیل رہے ہیں جس کی بازی لگ گئی اس کے پو بارے ہو گئے اور
باقی جتنے بچے وہ سب بددلی اور مایوسی کا شکار بنے ایک دوسرے کا منہ تک رہے ہیں۔ ظاہر ہے اس سے
گنے چنے چند اشخاص اور افراد کا ہی فائدہ ہو سکتا ہے۔ اکثریت تو بدقسمت ہی رہے گی۔ بہرحال مسلمانوں
کی یہ صورت حال حد درجہ مایوس کن اور تشویش انگیز ہے۔ قرآن میں متعدد مواقع پر فرمایا گیا ہے کہ "ان
لوگوں نے خدا کو فراموش کر دیا تو خدا نے بھی ان کو بھلا دیا۔" اے کاش مسلمان محسوس کرتے کہ
آج وہ سب اسی عذاب الٰہی میں گرفتار ہیں۔